بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا

ابوابِ سعادت

حصّہ اوّل

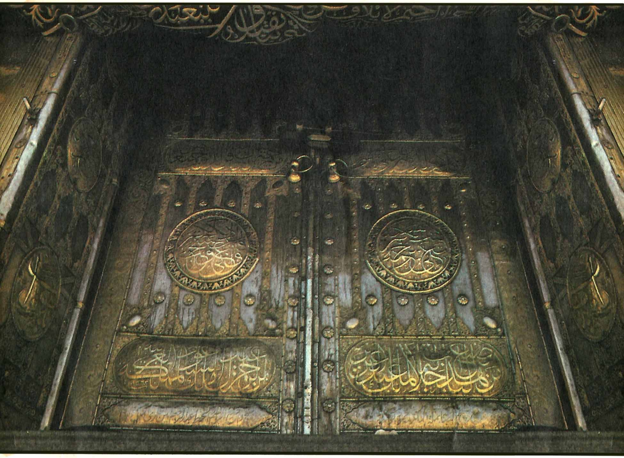

جس کے مطالعہ سے زائرین کی خدمت اور مجلسِ ذکر آسان اور خوشگوار طریقہ پر ہوسکتی ہے۔ یہ رسالہ مدینہ منورہ کی عورتوں کےلیے خصوصاً اور دیگر سب عورتوں اور مردوں کیلئے عموماً مفید ہے۔

مرتب

محمد اقبال مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابوابِ سعادت

حصّہ اوّل

مؤلفہ

حَضرت اقدس صُوفی **مُحمّد اقبَال** صَاحب (مدنی)

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ

حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکتبہ اقبالیہ

نور حراء پبلیشر

ای میل: noorbari786@gmail.com

فون: 0092-312-2502281

٦ ربیع الثانی ١٤٤٤

ابوابِ سعادت کی اجمالی فہرست

بابِ سعادت نمبر ۱۔	زائرین اور شرکاءِ مجلسِ ذکر کی خدمت	(جزء اوّل)
	نورٌ علیٰ نور، مجلس کے اعمال، ذکر اللہ، ذکر الرسول،	
	تلاوت دُعا اور اجتماع کے فضائل	(جُزء دوم)
بابِ سعادت نمبر ۲۔	عورتوں کی خوبیاں	(جُزء اول)
	دیندار عورتوں کے شایانِ شان اسلامی دستورِ حیات	(جُزء دوم)
بابِ سعادت نمبر ۳۔	مدینہ شریف کے مبارک مشاغل، مصائب پر صبر کا اجر، صلوٰۃ و سلام، زیارت اور نمازوں کیلئے حرم شریف کی حاضری۔	

بابِ سعادت نمبر ۱ حصہ اوّل میں اور دیگر ابواب حصہ دوم و سوم میں بیان کئے جائیں گے...... اِن شاءَ اللہ العزیز۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

ایک صالحہ خاتون کے خواب کی تعبیر

حدیث پاک میں رؤیائے صالحہ یعنی سچے خواب کو مبشرات میں شمار فرمایا گیا ہے۔ سچے خواب میں دیکھنے والے کے لئے یا جس کے بارے میں دیکھا گیا ہے، بشارت ہوتی ہے اور کبھی شرع شریف کے ثابت شدہ کسی امر کیطرف خصوصی طور پر متوجہ کرنا یا کسی بات پر متنبہ کرنا بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ سچے خواب کے ہر جز کا قابل تعبیر ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ بعض زائد امور اسمیں دیکھنے والے کے خیالات بھی ہوتے ہیں۔

گزشتہ دنوں میں ایک خاتون نے اپنا ایک خواب تحریر کرکے بھیجا جسکو بندہ کے سامنے ان کے محترم شوہر نے پڑھ کر سنایا، خواب کو مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

انہوں نے دیکھا کہ وہ شرکاء مجلس[1] ذکر کے لئے اپنے مکان میں کھانے کا انتظام

---

(1) اس مجلس میں درود پاک کا کثیر مقدار میں پڑھنا اور چہل حدیث درود شریف کا سننا اور تلاوت یٰسین شریف دعاؤں کا کوئی مجموعہ مثلاً ختم خواجگان، اجتماعی ذکر اللہ، سیرت پاک اور نعت شریف یعنی ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ترغیب و ترہیب یعنی فضائل کی کتب کی تعلیم اجتماعی دعا، اللہ کی محبت میں آپس کی ملاقات، دینی تذکرے اور شرکاء مجلس کی ناکھر سے تواضع وغیرہ امور بعض جگہ یہ سب اور بعض جگہ حسب موقع ان میں سے چند امور کا اہتمام کیا جاتا ہے اور بعض مجالس میں مسائل کی کوئی کتاب مثلاً تعلیم الاسلام وغیرہ ہوتی ہے لیکن ہر مجلس میں ضروری عقائد، نماز روزہ کے مسائل اور زندگی کے متعلق حرام و حلال جائز و ناجائز کے مسائل فقہیہ کے انفرادی طور پر حاصل کرنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے۔

کررہی ہیں۔اس سلسلہ میں ان کو چند چیزیں لینے کے لئے مکان سے باہر گلی میں آنا پڑتا ہے۔ جس کے لئے وہ چھت پر چڑھ کر ساتھ والے مکان کی نیچی چھت سے گزر کر گلی میں آتی ہیں اور ان کو بار بار ایسا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ مکان کا دروازہ نہیں ہے۔خواب میں یہ فکر ہے کہ مجلس کا انتظام تو ہر ہفتہ کرنا ہوگا اور اس طرح آنے جانے میں روز روز کی پریشانی ہے اسی سوچ میں تھیں کہ گلی میں اللہ کے حبیب، محسنِ اعظم، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک سنی کہ مسکرا کر فرما رہے ہیں کہ صوفی اقبال کو مدینہ کی عورتوں کی انھی پریشانیوں کے متعلق لکھنے کو کہا تھا۔

(او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام)

خواب کی تعبیر ظاہر تھی سنتے ہی بندہ کے ذہن میں قرآن پاک کے یہ الفاظ آئے۔

وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوَابِهَا

اور یہ خیال بھی آیا کہ اس خواب میں ان خاتون کے لئے ان کی مہمان نوازی کے قبول ہونے کی بشارت بھی ہے اور بندہ کے لئے تحریر کا حکم باعثِ صد شرف اور کرم ہے۔

خواب سنانے والے حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی زید مجدھم جو صاحبِ علم اور روشن ضمیر بزرگ ہیں انہوں نے فرمایا کہ یہ تعبیر ٹھیک ہے عورتوں کی پریشانی کے حل پر ایک چھوٹا سا رسالہ لکھ دو اور اس کا نام بھی یہی رکھ دو، چنانچہ تعمیلِ ارشاد میں اپنی بہنوں کے مسائل میں چند باتیں عرض کرتا ہوں اس تحریر کی بسم اللہ آج بروز بدھ ۷ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ مسجد نبوی علی صاحبہا

الصلوٰۃ والسلام میں کی تاکہ یہاں کی توجہات اور برکات شامل حال رہیں۔ اللہ تعالیٰ غلطیوں کو معاف فرمائے۔

وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں آیت شریفہ وَاتوا البیوت من أبوابھا کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

واتیانها من ابوابها کنایة عن التمسك بالطریق المستقیم۔ یعنی اس میں اشارہ ہے کہ ہر کام میں سیدھا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ (جو راستہ سیدھا ہوتا ہے وہی آسان ہوتا ہے)

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ احکام میں آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

اَلدِّيْنَ يسرٌ ولن يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْئٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ (رواہ البخاری)

یعنی دین آسان ہے اور دین میں کوئی شدت اختیار کرتا ہے تو دین اس پر غالب ہو جاتا ہے۔ اس لئے ٹھیک دین کا راستہ اختیار

کرو۔ اور آپس میں ایک دوسرے سے مل کر رہو (باہم اختلاف نہ کرو) اور ایک دوسرے کو خوشخبری سناؤ اور صبح وشام اندھیری رات کا تھوڑا سا حصّہ (عبادت میں گزارو)

زائرین اور شرکاء مجلسِ ذکر کی خدمت

مجلسِ ذکر اور ذاکرین کی فضیلت:

اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ:

ترجمہ: اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے۔ جو صبح وشام (یعنی علی الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضاجوئی کے لئے کرتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدہ میں تھے کہ آیت وَاصْبِرْ نَفْسَكَ .... الخ نازل ہوئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے پر ان لوگوں کی تلاش میں نکلے۔ ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے۔ بعض لوگ ان میں بکھرے ہوئے بالوں

والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں کہ جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہ مطلب نہیں کہ جب تک یہ لوگ نہ اٹھیں آپ بیٹھے رہا کیجئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بدستور سابق ان کو اپنی طویل مجالست سے مشرف رکھئے (کہ جس سے افادہ و استفادہ دونوں ہوتے ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ مسجدِ نبوی شریف میں ذکر اور تعلیم کے ۲ دو حلقے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں حلقوں کا خیر پر ہونا فرمایا۔ اور بغرض تعلیم تعلیمی حلقہ میں تشریف فرما ہوئے اور اسکو افضل بھی فرمایا۔ افضلیت سے قطع نظر ذکر کے حلقہ کا بھی خیر ہونا اس حدیث سے اور اس کے ساتھ بیٹھنا حضرت عبدالرحمٰن والی مذکورہ حدیث سے ظاہر ہے،

الحمدللہ! ہمارے حضرات جو اتباعِ سُنّت کے حریص ہیں۔ انکی مجالس ذکر میں علم اور ذکر دونوں کے لئے الگ الگ اوقات ہیں۔ کیوں کہ مجلسِ علم کی افضلیّت اسی وقت ہے جبکہ وہ اخلاص سے ہو اور اخلاص کا حصول صحبت صالحین اور ذکر ہی سے ہوتا ہے۔ لہٰذا مجلس میں علم اور ذکر دونوں کا اہتمام ہونا چاہیئے۔

ذاکرین کے فضائل:

اِختصار کے پیشِ نظر پوری احادیث نقل نہیں کرتے، صرف احادیث سے ثابت شدہ چند فضائل اور فوائد درج کئے جاتے ہیں، تفصیلاً وہ احادیث کتبِ حدیث اور "کتاب" مجالس ذکر" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ ذاکرین کا اللہ تعالیٰ کا ہمنشین ہونا۔
۲۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو اپنا رفیق اور ساتھی فرمانا۔
۳۔ ذاکرین کی جماعت پر اللہ تعالےٰ کی رحمتِ خاصہ کا نازل ہونا۔
۴۔ اللہ کی محبّت میں مختلف جگہوں سے جمع ہونے والے ذاکرین کے چہروں پر قیامت کے دن نور کا چمکنا اور ان کا موتیوں کے منبروں پر ہونا۔
۵۔ اللہ تعالیٰ کا ان کو اپنا دوست فرمانا۔
۶۔ مجلسِ ذکر سے اُٹھنے سے پہلے اُن کو مغفرت کا پروانہ مل جانا۔
۷۔ اور ان کی بُرائیوں کا نیکیوں سے بدل جانا۔
۸۔ ان کے پاس محض بیٹھنے والے کی بھی بخشش کا ہو جانا۔
۹۔ ذاکرین کی جماعت کو فرشتے گھیر لیتے ہیں (بعض ذاکرین نظرِ کشفی سے ان کی زیارت بھی کرتے ہیں۔)
۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔
۱۱۔ اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے۔

۱۲۔ اور اللہ جلّ شانہٗ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں بطور تفاخر فرماتے ہیں۔

ذکر کی فضیلت ؛

اور ذاکرین کے یہ فضائل کیوں نہ ہوں۔ جب کہ ان کا مشغلہ (ذکر) ہی ایسی فضیلتوں والا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَر

یعنی اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور کثرتِ ذکر سے اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ تمام اعمال کی رُوح ہے۔ حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنیوالی اور سونے چاندی کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور جہاد میں تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا۔ ضرور بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے فضائل کتاب "فضائل ذکر" میں دیکھیں۔

مجالس ذکر میں شرکت کیلئے فرشتوں کا بلانا۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ فرشتوں

کی ایک جماعت ہے جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنے والی جماعت ملتی ہے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بُلا کر سب جمع ہو جاتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں۔

مجالس ذکر والے گھروں کی امتیازی شان

احادیثِ شریفہ میں ان مجالس کو جنت کی کیاری فرمایا گیا ہے اور ان گھروں میں سکینہ نازل ہوتی ہے۔ اور رحمت کے فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاصہ ان گھروں کو ڈھانپ لیتی ہے اور یہ گھر ہزاروں گھروں کے درمیان آسمان والوں کو ایسے روشن اور چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسا کہ ہمیں اندھیری رات میں ستارے چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں (باقی سب جگہیں ظلمت کدہ اور اللہ کی رحمت سے دور ہیں۔

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ ان مجالس میں جو تلاوت، درود شریف، اوراد، ذکر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ یہ سب ذکر اللہ میں شامل ہیں۔ پس کس قدر خوش قسمت ہیں وہ حضرات جو ان مجالس کا اہتمام کراتے ہیں اور کتنے مبارک ہیں وہ مکانات جن میں یہ مجالس ہوتی ہیں۔ ان مبارک مجالس میں صفائی، خوشبو اور آنے والوں کی راحت کا سادگی سے حتی الوسع ضروری اہتمام کرنے کے ساتھ ذوق و شوق سے یہ مجالس منعقد کرانا بڑی سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر طالبِ خیر کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔

مہمانوں کا اکرام اور ان کو کھانا کھلانے کی فضیلت

ہمارے دین اور اسلامی معاشرہ میں مہمان کے اکرام اور اس کو کھانا کھلانے کے بہت فضائل ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم الخیر أَسْرَعُ إِلَى الْبَيْتِ الَّذِي يُؤكل فيه من الشَّفْرَةِ إِلَى سَنَام البعير (ابن ماجہ)

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جس گھر میں مہمانوں کو کھانا کھلایا جائے اس کی طرف خیر بہت تیزی سے بڑھتی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اس کو چاہیئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ "جو مہمانی نہ کرے اسمیں کوئی خیر نہیں"۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلام میں کون سی بات زیادہ فضیلت اور ثواب والی ہے"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"کھانا کھلایا کرو اور ہر ایک کو سلام کیا کرو۔ چاہے اس کو پہچانتے ہو یا نہیں۔

ف: اس حدیث شریف میں آخری جملہ اسکو پہچانتے ہو یا نہیں کا تعلق (معنیً) کھانا کھلانے سے بھی ہے اور سلام کرنے سے بھی۔ یعنی تم کھانا کھلایا کرو چاہے اس سے واقفیت ہے یا نہیں اور سلام کیا کرو، چاہے واقف ہو یا ناواقف۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ رحمان جلّ شانہٗ کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام کرو۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

غور فرمائیں کہ جب عام مہمانوں کو کھانا کھلانے کی اس قدر فضیلت اور اُنکے اکرام کی اتنی تاکید ہے تو جو مہمان زائرین یعنی اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والے ہوں جو درحقیقت مہمانانِ رسول ہیں۔ ان کے اکرام کی کتنی اہمیّت ہو گی۔ ایک حدیث شریف میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس شخص کی ضیافت کرو جس سے اللہ کی وجہ سے محبت ہو اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ مسلمان کے علاوہ کسی سے مصاحبت اور ہمنشینی نہ رکھ اور تیرا کھانا غیر متقی نہ کھائے۔ (مراد دعوت کا کھانا ہے نہ کہ حاجت کا)

شرکاءِ مجلس میں زائرین بھی ہوتے ہیں اور ذاکرین بھی ہوتے ہیں جن کی فضیلت اوپر مذکور ہوئی اور ان میں اللہ کریم کی محبت میں دُور دُور سے آکر ملنے والے مسافرین اور کچھ فقراء بھی ہوتے ہیں۔ ان میں علماء مشائخ صُلحاء اور دین سیکھنے کی نیت سے آنے والے طلباء درویش بھی ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے مستقل فضائل ہیں۔ ان سب کی خدمت اور ان کا اکرام بڑی سعادت ہے۔ اس لئے کھانا کھلانے والے حضرات

گھر والوں کو جو مسنون دُعا دیتے ہیں اس کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں ۔
" اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وصلّت عَلَیْکُمُ الْمَلٰئِکَۃُ "
یعنی اللہ کرے تمہارے گھر روزہ دار افطار کریں اور تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں ۔

مہمان نوازی کے قصّے

اور ان میں عورتوں کے فطری اور ایمانی جذبات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مہمانی

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کے مشابہہ اس امت کے اولیاء کی کرامات ہوتی ہیں اور غیر معمولی حیرت انگیز کرامات کے علاوہ عام صلحاء کی زندگی میں اسی نوعیّت کی مخفی برکات ہوتی ہیں جن کی کوئی خاص شہرت نہیں ہوتی۔ لیکن صاحبِ معاملہ محسوس کرتا ہے۔ منجملہ دیگر برکات کے کھانے میں برکت کے قصّے بزرگوں کے بھی بہت ہیں اور عام صُلحاء کے تو لاتعد و لاتحصٰی۔ یہاں ہم نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں معجزات میں سے کھانے میں برکت کا صرف ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔

غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی کے دوران حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھوک کا اثر محسوس کیا، اپنی اہلیہ سے جاکر کہا کہ تمہارے پاس کچھ ہو تو پکالو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھوک کا اثر دیکھا نہیں جاتا۔ اہلیہ نے بتایا کہ ہمارے گھر میں ایک صاع بھر جو رکھے ہیں۔ میں ان کو پیس کر آٹا بناتی ہوں۔ (ایک صاع ہمارے وزن کے اعتبار سے تقریباً

ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے۔) اہلیہ پیسنے پکانے میں لگی، گھر میں ایک بکری کا بچہ تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کر کے گوشت تیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لئے چلے تو اہلیہ نے پکار کر کہا دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت بڑا مجمع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا ہے۔ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح تنہا بلا لائیں، مجھے رسوا نہ کیجئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بڑا مجمع چلا آئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری حقیقت حال عرض کر دی کہ صرف اتنا کھانا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر تمام اہلِ خندق کو (جو تقریباً ایک ہزار یا تین ہزار تھے) اعلان فرما دیا کہ جابرؓ کے یہاں دعوت ہے سب چلیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حیران تھے۔ گھر پہنچے تو اہلیہ نے سخت پریشانی کا اظہار کیا اور پوچھا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل حقیقت اور کھانے کی مقدار بتلا دی تھی؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں وہ میں بتلا چکا ہوں۔ تو اہلیہ محترمہ مطمئن ہو گئیں کہ پھر ہمیں کچھ فکر نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک ہیں۔ جس طرح چاہیں کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ جب تک میں نہ آؤں دیگچی چولہے سے نہ اُتارنا اور روٹی نہ پکانا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آٹے اور دیگچی پر دم کیا اور سب لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ سب مجمع کے فارغ ہونے کے بعد بھی نہ ہماری ہنڈیا میں سے کچھ گوشت کم نظر آتا تھا اور نہ گوندھے ہوئے آٹے میں کوئی کمی معلوم ہوتی تھی ہم سب گھر والوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا۔ باقی پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا

اسی طرح کے بیشمار واقعات فخر عالم سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین متبع سنت حضرات کے یہاں مہمانوں کے کھانے میں برکت ہو جانا روز مرّہ کا مشاہدہ ہے ۔

مایۂ فخر مہمان صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو الہیثم انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہ اہل ثروت لوگوں میں سے تھے۔ کھجوروں کا بڑا باغ تھا بکریاں بھی بہت سی تھیں، البتہ خادم ان کے پاس کوئی نہیں تھا اس لئے گھر کا کام سب خود ہی کرنا پڑتا تھا۔ یہ حضرات جب ان کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ گھر والوں کے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں جو خادم نہ ہونے کی وجہ سے خود ہی لانا پڑتا تھا لیکن ان حضرات کے پہنچنے پر تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ بھی مشکیزہ کو جو بمشکل سے اٹھتا تھا بدقت اٹھائے ہوئے واپس آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کر (اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتے اور زبانِ حال سے ؎

ہم نشیں جب میرے ایّام بھلے آئیں گے
بن بلائے میرے گھر آپ چلے آئیں گے

پڑھتے ہوئے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے ماں باپ نثار کرنے لگے یعنی عرض کرتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اِس کے بعد باغ میں چلنے کی درخواست کی، وہاں پہنچ کر فرش بچھایا اور دین و دنیا کے سردار مایۂ فخر مہمان کو بٹھا کر ایک خوشہ (جس میں ہر طرح کی کچّی پکّی،

ادھ کچری کھجوریں تھیں) سامنے حاضر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سارا خوشہ توڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس میں ابھی کچھ کچی بھی ہیں جو ضائع ہوں گی۔ پکی پکی چھانٹ کر کیوں نہ توڑ لیں۔ میزبان نے عرض کیا تاکہ اپنی پسند کی پکی اور گدر ہر نوع کی حسبِ رغبت نوش فرمادیں۔ میزبان کھانے کی تیاری کے لئے جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرطِ محبت میں کیفما اتفق مت ذبح کر دینا۔ بلکہ ایسا جانور ذبح کرنا جو دودھ کا نہ ہو۔ میزبان نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا اور بعجلت تمام کھانا تیار کر کے حاضرِ خدمت کیا اور مہمانوں نے تناول فرمایا۔

اس وقت یہ ملاحظہ فرما کر کہ مشتاق میزبان سب کام خود ہی کر رہا ہے اور شروع میں میٹھا پانی بھی خود ہی لاتے دیکھا تھا۔ دریافت فرمایا کہ تمھارے پاس کوئی خادم نہیں۔ نفی میں جواب ملنے پر حضور نے فرمایا کہ اگر کہیں سے غلام آویں تو تم یاد دلانا اسوقت تمھاری ضرورت کا لحاظ رکھا جائیگا۔ اتفاقاً ایک جگہ سے صرف دو غلام آئے تو ابو الہیثمؓ نے حاضر ہو کر وعدۂ عالیجاہ کی یاد دہانی کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں غلاموں میں سے جون سا دل چاہے۔ پسند کر لو۔ جو تمہاری ضرورت کے مناسب ہو (یہ جانثار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اپنی کیا رائے رکھتے اس لئے) درخواست کی حضور ہی میرے لئے پسند فرمادیں۔ (وہاں بجز دینداری کے اور کوئی وجہ ترجیح اور پسندیدگی ہو ہی نہیں سکتی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے اس لئے میں امین ہونے کی حیثیت سے فلاں غلام کو پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے لیکن میری ایک وصیت اس کے بارے میں یاد رکھنا کہ اسکے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا (اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کے ضابطہ کو ذکر فرما کر گویا اس پر تنبیہ فرمائی

کہ میری جو پسندیدگی ہے وہ ذمّہ دارانہ اور امانت داری کی ہے پھر ایک کو پسند فرماکر وجہ ترجیح بھی ظاہر فرمادی کہ وہ نمازی ہے۔ یہ وجہ ہے۔ اسکو راجح قرار دینے کی۔ ہمارے زمانہ میں ملازم کا نمازی ہونا گویا عیب ہے کہ آقا کے کام کا حرج ہوتا ہے۔) ابوالہیثم رضی اللہ عنہ خوش خوش اپنی ضرورتوں کے لئے ایک مددگار ساتھ لیکر گھر گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان بھی بیوی کو سنا دیا، بیوی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی کما حقہ تعمیل نہ ہوسکے گی اور اس درجہ بھلائی کا معاملہ کہ ارشاد عالیجاہ کا امتثال ہوجائے ہم سے نہ ہوسکیگا۔ اس لئے اس کو آزاد ہی کردو کہ اسی سے امتثال ارشاد ممکن ہے۔ سراپا شجاع اور مجسّم اخلاص خاوند نے فوراً آزاد کردیا اور اپنی دقتوں اور تکالیف کی ذرا بھی پرواہ نہ کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب واقعہ اور جانثار صحابی کے ایثار کا حال معلوم ہوا تو اظہار مسرت اور بیوی کی مدح کے طور پر ارشاد فرمایا کہ ہر نبی اور اس کے جانشینوں کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ دو۲ باطنی مشیر اور صلاح کار پیدا فرماتے ہیں جنمیں سے ایک مشیر تو بھلائی کی ترغیب دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ دوسرا مشیر تباہ و برباد کرنے میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ جو شخص اس کی بُرائی سے بچادیا جائے وہ ہر قسم کی بُرائی سے روک دیا گیا۔

ف : ابوالہیثمؓ کی بیوی بمنزلہ بہترین مشیر کار کے تھیں جنہوں نے مشورہ دیکر ایک کار خیر یعنی ایک نمازی غلام کو آزاد کرا دیا اور اپنی ضروریات کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور نہ اس کی پرواہ کی کہ کس قدر مشقتیں اٹھانے کے بعد خادم مِلا ہے کچھ دن تو اس کی وجہ سے آرام اٹھالیں۔ بعد میں آزاد کردیں گے۔

فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان

ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک اور پریشانی کی حالت کی اطلاع دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھروں میں آدمی بھیجا کہیں کچھ نہ ملا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو ان کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے۔ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا، یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں مہمانی کروں گا۔ ان کو گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں جو اکرام کر سکے اس میں کسر نہ رکھنا اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا خدا کی قسم! بچوں کے لئے تھوڑا سا رکھا ہے، اس کے علاوہ گھر میں کچھ بھی نہیں۔ صحابی نے کہا کہ بچوں کو بہلا کر سُلا دو اور جب وہ سو جائیں تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور تو چراغ کے درست کرنے کے بہانے سے اُٹھ کر اسکو بجھا دینا۔ چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا، اور دونوں میاں بیوی اور بچوں نے فاقہ سے رات گزاری۔ جس پر یہ آیت مبارکہ

یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ ..... نازل ہوئی۔

ترجمہ:۔ اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو۔

ف: اس قسم کے متعدد واقعات ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے یہاں پیش آئے۔

اس زمانہ میں بھی مشائخ کے گھر والے مہمانوں کی آمد پر خود بھوکا رہ

کر یا تھوڑے پر قناعت کر کے مہمانوں کو خود پر بڑی مسرت کے ساتھ ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ اس ضعف کے زمانہ میں فاقہ کا ابتلاء تو نہیں ہوتا۔ بلکہ بعد میں مختلف طریقے سے برکت کا ظہور رہتا ہے شلاً کھانا بچ جانا یا تیار شدہ کھانا کہیں سے آجانا وغیرہ،

سعادتِ عظمیٰ

مندرجہ بالا واقعہ میں فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کا اکرام کرنے کا ذکر ہے۔ اُمت کے لئے اس اعزاز کے حاصل کرنے کا اب بھی موقع ہے خصوصًا مدینہ منورہ میں اور عمومًا ساری دُنیا میں کہ روضۂ اقدس پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والوں کا مہمانانِ رسُول ہونا تو ظاہر ہے اور زائرینِ بیت اللہ کو "ضیوف الرحمٰن" کہا جاتا ہے اور ظاہری و باطنی علوم سیکھنے والے طلباء اور درویش مسافرین کو "مہمانانِ رسول" کہا جاتا ہے۔ جن کا سلسلہ فقراء، اہلِ صُفہ کے وقت سے اب تک جاری ہے۔ اس دور میں یہ مہمان زائرین، طلباء اور سالکین کے نام سے مشہور ہیں۔ ان حضرات کی خدمت کس قدر باعثِ اجر اور کتنی عظیم سعادت ہے اور اس پر مزید یہ بات قابلِ رشک و صد انبساط ہے کہ اُمت کے اعمال بارگاہِ رسالت میں پیش ہوتے ہی ہیں تو جب اللہ کے حبیب سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ عالی میں ان کے مہمانوں کے اکرام کا مبارک عمل بھی پیش ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی مسرت ہوگی کہ فلاں مرد یا عورت نے میرے مہمان کا اکرام کیا۔ اور اس کو آپ کی نگاہِ کرم اور آپ کی کتنی دُعائیں ملیں گی۔ یقینًا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوں گے اور قرآن پاک سے ثابت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبّت اللہ تعالیٰ کی محبّت ہے

اس عظیم سعادت کا تصوّر ہی ایسا روح پرور اور وجد آفریں ہے کہ اگر سب مال و جان قربان کر کے بھی یہ نعمتِ کبریٰ حاصل ہو جائے تو مفت ہے بلکہ اس کی توفیق مل جانا بھی انھی کا کرم ہے کہ یہ مہمان خود نہیں آتے ہمارے یہاں بھیجے جاتے ہیں۔

اور ان مہمانوں کے ساتھ ان کا رزق بھی بھیجا جاتا ہے۔ جیسا کہ تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ لیکن کرم بالائے کرم یہ کہ وہ مہمان ہمارے دسترخوان پر اپنے مقدر کا رزق ہی کھاتے ہیں مگر کھلانے کی نسبت ہماری طرف کر دی جاتی ہے اور ہمیں ثواب اور فضیلت حاصل ہوتی ہے اور جو رزق انمیں سے بچ جاتا ہے ان مہمانوں کی برکت سے بسا اوقات کئی دن تک ہم کھاتے ہیں اور پھر اس رزق کا ہم سے کوئی حساب کتاب بھی نہ ہوگا کیونکہ وہ مہمانی کی مد میں ہے۔

تحدیث بالنعمۃ: راقم الحروف کو ایک دفعہ زائرین میں سے ایک محترم بزرگ اور ان کی اہلیہ کو اپنا مہمان بنانے کی سعادت ملی۔ جب روضۂ اقدس پر سلام کے لئے حاضری ہوئی تو محسوس ہوا کہ ان مہمانوں کی بابت ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ یہ میرے خصوصی مہمان ہیں۔ بندہ کو یہ سنکر اور اس مہمانی کی سعادت پر بہت خوشی ہوئی اور خوشی میں ان بزرگ سے اپنے اس مکاشفہ کا ذکر بھی کر دیا تو انہوں نے فرمایا بتلانے کی بات تو نہ تھی لیکن تمہاری بات پر یہ ظاہر کرتا ہوں کہ ہم دونوں میاں بیوی نے حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے حج کا احرام باندھا تھا۔ شاید اس لئے خصوصی کا لفظ فرمایا ہو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (یہ بزرگ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم تھے)

صحابہ کرامؓ میں کھلانے کا شوق

حیاتِ صحابہؓ جلد چہارم میں اس عنوان کے تحت تیس، چالیس صفحات پر مشتمل حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمومی طور پر کھانا کھلانے کے قصّے معتبر کتب حدیث سے نقل فرمائے گئے ہیں خصوصًا زائرین اور مسافرین کی مہمانی کے قصّے بھی ہیں اور اس بارے میں حدیث کی بہت ترغیبات اور ولولہ انگیز ارشادات ہیں جو مستقل قابلِ دید اور قابلِ اتباع ہیں۔ اس مختصر رسالہ میں ان کے نقل کرنے کا موقع نہیں ہے۔

مشائخ میں مہمان نوازی کا تسلسل

ہمارے مشائخ جو اتباعِ سنت کے دلدادہ اور حریص تھے۔ ان کے گھروں میں مدارس کے طلباء اور خانقاہوں کے سالکین کے لئے کھانے کا نظم رہا اور اب تک چلا آرہا ہے۔ مثلاً ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ اجل حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ خیر المدارس شہر جالندھر (ہند) میں سارے طلباء اور دیگر مہمانوں کا کھانا حضرت ہی کے گھر پکتا تھا اور ہمارے دُوسرے مُرشد پاک قطب العالم حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بیسیوں مہمانوں کا کھانا پکتا رہا۔ اسی طرح حضرت کے اکثر خلفاء اور متعلقین کے یہاں یہی خدمت ان کے گھر والے بڑے شوق و ایثار سے کرتے رہے ہیں ہمارے محترم بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد زبیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں رمضان مہینہ بھر کے معتکفین ستر، اسی حضرات کا کھانا حضرت کی اہلیہ زید مجدھا تیار کرتی رہیں اسی طرح دیگر مشائخ کے یہاں یہ سلسلہ رہا البتہ مہمانوں کی تعداد بہت زیادہ

ہو جانے کیوجہ سے مدارس اور خانقاہوں میں اگرچہ مطبخ کا رواج رہا۔ (جیسے حضرت شیخ الحدیثؒ کے یہاں سینکڑوں پھر ہزاروں کی تعداد ہو جانے پر لنگر کا نظم ہو گیا تھا۔) لیکن پھر بھی بزرگوں کے گھر والے اس خدمت میں شرکت کرتے رہے۔ آج کل ایسے خیر اور سعادت کے کام آہستہ آہستہ بالکل ہی ختم ہو رہے ہیں جسکا نتیجہ اخلاص اور محبت کا فقدان ہے اور بے برکتی ظاہر ہو رہی ہے

کھانا کھلانیکا عام رواج

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اذا طبخت مرقۃ فاکثر ماءھا و تعاھد جیرانك" یعنی جب سالن پکاؤ تو شوربہ زیادہ رکھو اور پڑوسی کا خیال رکھو۔

ایک بابرکت رواج آہستہ آہستہ تقریباً ختم ہو گیا ہے اور بعض خشک مزاج لوگوں کیطرف سے ختم بھی کیا گیا ہے۔ ہمارے بڑوں کا یہ دستور تھا کہ گھر میں اگر کوئی خاص چیز اپنے لئے پکائی تو محلہ کے پڑوسی دوست کی دعوت کردی یا کم از کم ایک کابی پڑوس میں بھیج دی اسی طرح محلہ میں جو غریب فقراء اور غرباء کے بچے ہوتے ان میں کھانا تقسیم کر دینا یا مساجد کے غرباء مسافرین کے یہاں کھانا بھیج دینا بلکہ محلہ کے مسافرین کی مہمانی گویا محلہ والوں پر ہی ہوتی تھی اور مختلف مناسبات سے کھانا کھلانے کا عام رواج تھا اگرچہ جہلاء نے انہیں بدعت کا رنگ دیدیا۔ مثلاً جمعرات یا کسی روز کا تعین ضروری سمجھنا وغیرہ جسکی اصلاح ضروری تھی اور الحمد للہ ہمارے اکابرین نے اس فریضہ کو انجام دیا۔ جزاھم اللہ خیراً"

لیکن آجکل گروہ بندی اور تعصب نے بجائے اصلاح کے ان امور خیر کو بالکل ہی

ختم کر دیا جسکو دیکھ کر غلو کرنے والوں کی اصلاح کا راستہ ہی بند ہو گیا۔

عورتوں کیلئے مہمانوں کی خدمت سہل بنانے کی تدابیر!

یہاں پر ہم صرف چند باتیں بطور نمونہ لکھ رہے ہیں جن کے ذریعہ مہمانوں کی خدمت آسان ہو جائے، ورنہ صاحب معاملہ حسب موقع خود ہی آسان صورتیں سوچ لیتا ہے۔

۱۔ دل میں بٹھانے کی باتیں سب سے اوّل تو یہ ہے کہ اس عظیم شرف اور مذکورہ فضائل کو بار بار پڑھا جائے اور دل میں بٹھایا جائے اور جو بہنیں پڑھنا نہ جانتی ہوں وہ مردوں سے سن لیں اور اس سعادت کا خوب تذکرہ ہو تاکہ دل میں اس خدمت کا شوق اور جذبہ پیدا ہو۔ کیونکہ انسان کو جب کسی کام کا جذبہ، شوق اور اس کے حصول کی حرص پیدا ہو جائے تو وہ کام خواہ کتنا مشکل ہو آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ عارف رومیؒ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

از محبت تلخہا شیریں شود — از محبت مسہا زرمی شود
از محبت خارہا گل می شود — وز محبت سرکہا مل می شود
وز محبت سنگ روغن می شود — بے محبت موم آہن می شود
از محبت سقم صحت می شود — وز محبت قہر رحمت می شود
از محبت مردہ زندہ می شود — وز محبت شاہ بندہ می شود

ترجمہ

محبت سے کڑوی چیزیں میٹھی ہو جاتی ہیں — محبت سے تانبے سونا بن جاتے ہیں

محبّت سے کانٹے پھول ہو جاتے ہیں۔ محبّت سے سرکہ شراب بن جاتی ہے۔
محبّت سے پتھر روغن ہو جاتا ہے۔ بے محبت موم لوہا ہو جاتا ہے۔
محبّت سے بیماری صحت بن جاتی ہے محبّت سے قہر رحمت ہو جاتا ہے۔
محبّت سے مُردہ زندہ ہو جاتا ہے محبّت سے بادشاہ غلام ہو جاتا ہے

(۲) دوسری بات یہ بھی سوچنے اور دل میں بٹھانے کی ہے کہ عورت کو کھانا پکانے کا ثواب تو ملتا ہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مہمانی میں جو پیسہ خرچ ہوتا ہے اُسکے کمانے کی مشقت تو مرد کے ذمہ ہے لیکن خرچ کا ثواب عورت کو بھی ملتا ہے چنانچہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "جب عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے خرچ کرے مگر گھر کو برباد نہ کرے (یعنی قدر اجازت و مقدار مناسب سے زیادہ خرچ نہ کرے) تو اس عورت کو بھی ثواب ملتا ہے بسبب اس کے خرچ کرنے کے اور اسکے شوہر کو بھی ثواب ملتا ہے بوجہ اس کے کمانے کے اور تحویلدار (خزانچی) کو بھی اس کے برابر ملتا ہے کسی کا ثواب گھٹتا نہیں"

ف: اسلئے عورت یہ نہ سمجھے کہ جب کمائی مرد کی ہے تو میں کیا ثواب کی مستحق ہونگی۔

(۳) **ہمّت کرنا** اور یہ سب باتیں سوچنے اور دل میں بٹھانے کے بعد اگرچہ مہمان نوازی کا شوق پیدا ہو جائیگا لیکن ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کیلئے ہمّت کو کام میں لانا ہوگا اور ابتداءً طبیعت پر کچھ زور دینا ہوگا اور اسکی آسان صورت یہ ہے کہ جہاں مجالس ہو رہی ہیں پہلے تو ان میں اہتمام سے شرکت شروع کر دیں اور پھر بتکلف اپنے یہاں شروع کر دیں پھر کچھ عمل کے بعد انشاء اللہ خرچ کرنا، وقت لگانا اور خدمت کی مشقت برداشت کرنا وغیرہ، سارے امور آسان ہو جائیں گے بلکہ محبّت کی زیادتی کے ساتھ ساتھ ان کاموں کی حرص بھی اور زیادہ بڑھ جائے گی جیسا کہ مجرب ہے۔ ے

محبّت انتہا میں مشکلیں آسان کرتی ہے
مگر اس فتنہ گر کی ابتداء مشکل سے ہوتی ہے

(۴) **خدمت میں عورتوں کا تعاون** جو بہنیں تندرست اور جوان ہوں یا ان کے ساتھ کام کرنیوالی سیانی بچیاں ہوں ان کیلئے تو شوق اور اہمیت پیدا ہونے کے بعد انکو آسانی پیدا کرنے کیلئے کسی تدبیر کی ضرورت نہیں اور جہاں ایسی صورت نہ ہو وہاں دوسرے گھروں کی وہ بہنیں جنکے یہاں مجلس نہیں لیکن وہ اس سعادت میں شرکت چاہتی ہیں تو وہ مجلس والے گھر میں مل کر کام میں ہاتھ بٹائیں اسطرح مہمان نوازی کا پورا پورا اجر انکو بھی ملیگا ان شاء اللہ

لیکن تعاون کا شوق رکھنے والی بہنوں کو ایک اہم بات کا لحاظ رہے کہ وہ جب تعاون کرنے آئیں تو اپنے چھوٹے بچوں کو ہمراہ نہ لائیں کیونکہ بچے تو بچے ہی ہوتے ہیں وہ بجائے تعاون کے گھر والوں کیلئے مزید مشغولی اور پریشانی کا باعث بن جاتے ہیں اور جو بہنیں بچوں کے بغیر نہیں آسکتیں کہ ان کے یہاں بچوں کو سنبھالنے والا کوئی دوسرا نہیں وہ اپنے ہی گھروں میں دعا کرتی رہیں یہ بھی ایک طرح کا تعاون ہے۔ اسی طرح ایک جگہ کام کرنے میں دو تین عورتوں سے زائد کا جمع ہونا بھی بجائے تعاون کے باعث پریشانی ہوتا ہے ایسی صورت میں جو فارغ ہوں وہ کپڑا بچھا کر گٹھلیوں پر درود شریف کے ورد میں مشغول رہیں اور کتاب پڑھنے والی کوئی بہن ہو تو کتب فضائل سے تعلیم بھی کیجائے۔ یہ بات بہت اہم ہے کہ اوّل تو مجلس کا اصل مقصد بھی یہی ہے دوسرا جب بھی دو فرد خالی بیٹھتے ہیں خواہ مرد ہوں یا عورتیں وہ آپس میں باتیں کریں گے جنمیں آجکل غیبت بہتان تفاخر وغیرہ بڑے بڑے گناہوں پر غیر شعوری ابتلاء عام ہے۔ یہ گناہ کبیرہ ہیں مگر ان کا رواج اتنا ہو گیا کہ ان کے گناہ ہونے کا شعور بھی نہیں لیکن یہ بات مجلس کے تمام مقاصد پر پانی پھیر دیگی اس سے تو مجلس کا نہ ہونا ہی بہتر ہے کیونکہ ایسی مجالس باوجود اتنے فضائل کے مستحب ہیں واجب نہیں اور گناہوں سے بچنا واجب ہے۔

۵۔ خدمت میں مردوں کا تعاون عورتوں کے کام کاج اور مہمان نوازی میں سہولت پیدا کرنے کیلئے گھر کے مرد بھی انکا تعاون کریں مثلاً جہاں برتن دھونے میں دشواری ہو وہاں حسب ثروت حضرات جیسا کہ کھانا پکانے کیلئے پریشر کوکر اور مناسب برتنوں کا انتظام کرتے ہی ہیں اسیطرح برتن دھونے کیلئے آٹومیٹک مشین عورتوں کو مہیا کریں اور متوسط طبقہ کیلئے آجکل پلاسٹک کے دسترخوان اور پلیٹوں کا رواج بہت مفید ہے کہ انکو سرے سے دھونا ہی نہیں پڑتا استعمال کے بعد پھینک دیا جاتا ہے اور اندازہ ہے کہ دوسرے برتنوں کے دھونے میں جو صابون اور محنت ہوتی ہے۔ اس کی بہ نسبت یہ سستا پڑتا ہے اور ملائی جاتی ہیں جو حضرات اس سے بھی کمزور ہوں انکو چاہیئے کہ برتن وغیرہ دھونے میں خود عورتوں کی مدد کریں اور شرکاء مجلس میں بہت سے نوجوان ہوتے ہیں جو اس خدمت کو سعادت سمجھتے ہیں پردہ کروا کر ان کا تعاون حاصل کریں اور مردوں کو اس تعاون میں اپنا عار محسوس نہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ سنت ہے، موقع ملنے پر ذوق وشوق سے کرنا چاہیئے، یہاں ہم اس اس سلسلہ میں دو تین روایتیں نقل کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی بیوی کے کار و بار (گھریلو کام کاج) کرنے سے بھی تم (مردوں) کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنا اور گھر والوں کا کام کر لیا کرتے تھے اور گھر کی صفائی کر لیا کرتے تھے اور خادم کیساتھ آٹا گندھوا لیا کرتے تھے۔

ف: آٹا گوندھنے میں مدد کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں ایک وجہ تو ان میں ظاہر ہے کہ دوسرے کی ضرورت اسی وقت ہوتی ہے جبکہ مہمانوں کیلئے بہت سا آٹا گوندھنا ہو۔ اس لئے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس گھر میں فاقے ہوتے تھے اور مہینوں چولہا جلانے کی نوبت نہ آتی تھی تو دوسرے مواقع پر بہت سے مہمانوں کیلئے کھانا تیار کیا جاتا تھا۔

امام ابوداودؒ حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنا بڑا پیالہ تھا جسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔ اس کا نام غراء تھا جب چاشت کا وقت ہوتا اور چاشت کی نماز ادا کر لیتے تو وہ پیالہ لایا جاتا۔ اس میں ثرید پہلے ہی بنا لیا جاتا۔ اس کے چاروں طرف لوگ بیٹھ جاتے۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں میں کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ گھر والوں کا کام کیا کرتے تھے۔

(۶) **تکلفات سے پرہیز** چونکہ کھانا کھلانے کا مبارک دستور آہستہ آہستہ مفقود ہو گیا ہے صرف خاص تعلقات اور دنیاوی رسومات کے مواقع پر کبھی کبھار دعوت کے نام سے کھانا کھلانے کی نوبت آتی ہے جسمیں خصوصی تکلف اور اہتمام کیا جاتا ہے روزانہ یا ہفتہ وار مجالس میں ان سارے تکلفات کو اختیار کرنا بیشک مشکل ہے جسکا آسان اور واحد حل بلکہ شرعاً مستحسن طریقہ یہی ہے کہ تکلفات اور وسعت سے زیادہ کھلانے کا انتظام چھوڑ دیا جائے اور اسکو اپنی شان کیخلاف نہ سمجھا جائے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اس قوم کیلئے ہلاکت ہے جو اپنے سامنے آئے ہوئے کھانے کو حقیر سمجھے اور اس شخص کیلئے بھی ہلاکت ہے جو مہمانوں کے سامنے اس کھانے کو پیش کرنے میں شرم محسوس کرے جو اس کے گھر میں موجود ہو۔ اسطرح بے تکلف کھانا کھلانا عام طور سے اکثر اکابرین مشائخ کے یہاں لنگر کے نام سے چلا آرہا ہے، مہمان نوازی کے تصور کو لنگر کے نام سے بدلنے میں تکلفات کرنے کی طبعی خواہش کی تکلیف سے بھی عورتیں بچ جاتی ہیں اور اس نام سے خانقاہ والوں اور آنیوالے مہمانوں کو تکلفات پر التفات نہیں ہوتا بلکہ برکت ہی پیش نظر ہوتی ہے آجکل گھروں میں جو مجالس ذکر شروع کی گئیں یہ خانقاہی نظم کا ہی دو تین گھنٹے کا نمونہ ہے جبکہ خانقاہ میں چوبیس گھنٹے کا نظام مستقل چلتا ہے۔

غرض سادہ طریقہ سے ماحضر پیش کرنا بالکل محروم رہنے سے افضل ہے اسکی توفیق ملنے پر بہت شکر کریں اور ہر مشکل میں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کو پیش نظر رکھیں اور اپنی وسعت سے زیادہ کام کرنے کو اچھا نہ سمجھیں اس سے اندرونی امراض ریا، تفاخر نمائش کا علاج بھی ہو جائیگا اور وسعت کیمطابق توفیق پر شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ مزید وسعت اور برکت عطا فرمائیں گے۔ البتہ تکلف کی ممانعت ان امور میں ہے۔ جسکی وسعت نہ ہو طبرانی کی روایت میں ہے کہ ہمیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کیلئے اس چیز میں تکلف کرنے سے منع فرمایا ہے جو ہمارے پاس نہ ہو۔ اس لئے یہ ملحوظ رہے کہ تکلف کی ممانعت وسعت نہ ہونے کی صورت میں ہے لیکن جہاں وسعت بھی ہو اور خدمت کے لحاظ سے سہولت کے وسائل موجود ہوں وہاں وسعت کے مطابق مہمانوں کی خاطر تواضع میں جو ہو سکتا ہے کرنا چاہیئے جیسا کہ قصہ نمبر ۳ میں گزرا کہ انصاری صحابی نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ یہ حضور کے مہمان ہیں جو اکرام ہو سکے اسمیں کسر نہ کرنا اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا۔

خدمت کو سہل کرنیوالا وظیفہ کاموں میں آسانی اور غیبی امداد کیلئے ایک تو کام کرنے والی عورتیں ذکر اللہ اور درود پاک میں مشغول رہیں، دوسرے رات کو سوتے وقت تسبیحاتِ فاطمہ کا اہتمام کریں جو پانچوں نمازوں کے بعد بھی پڑھنی چاہیئے۔ یعنی ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھیں انکے مستقل فضائل بھی ہیں اور انکو مشقت والے کاموں کی آسانی کیلئے خادم اور غلاموں کا نعم البدل بھی فرمایا گیا ہے۔

متفرقات

(۱) جس جگہ مجلس ذکر اللہ جل شانہ یا مجلس درود پاک ذکر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں ہو کہ جس میں کھانے کے اوقات نہ ہوں تو کھانے کا انتظام ضروری نہیں لیکن جمع ہونے والے دوستوں کی کچھ نہ کچھ تواضع چائے پانی اور تنقلات کی قسم سے جو میسر ہو کرنا چاہیئے کہ یہ بھی سنت ہے۔ چنانچہ شمائل میں حدیث ہے کہ "صحابہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دینی امور کے طالب بن کر حاضر ہوتے تھے اور بلا کچھ چکھے وہاں سے نہیں آتے تھے۔ اسکے ضمن میں حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں کہ چکھنے سے مراد امور دینیہ کا حاصل کرنا بھی ہو سکتا ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ موجود ہوتا اسکی تواضع فرماتے اور خصوصی احباب کا جب مجمع ہوتا ہے تو موجودہ چیز کی تواضع ہوتی ہی ہے۔ اسی طرح احباب کے مجمع میں بزرگوں کے بابرکت قصے نعت شریف اور قصائد کے کچھ اشعار سنا دیئے جائیں تو یہ بھی ازدیاد محبت اور فرحت کا باعث در محبت مطلوب شرعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تو واجب ہے ہی آپس میں محبت اور مومنین کا دل خوش کرنا بھی مطلوب شرعی ہے لہذا اسکے اسباب بھی اسی درجہ مطلوب ہوئے۔

(۲) ان مجالس میں مواعظ اور ضروری عقائد اور نماز، روزہ وغیرہ اور زندگی سے متعلقہ حلال حرام کے ضروری ضروری مسائل فقہیہ کے انفرادی طور پر حاصل کرنے کی خوب ترغیب دینا چاہیئے اور موقع ہو تو اجتماعی طور پر مسائل کی کوئی کتاب مثلاً تعلیم الاسلام کی تعلیم دس، پندرہ منٹ ہونی چاہیئے اور مجلس کے اس سارے نظام میں جہاں ممکن ہو عورتوں کو بھی پردہ یا لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ استفادہ کا موقع دینا چاہیئے اور اجتماعی

دعاؤں میں ان کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔

انتہٰی وکفٰی و سلامٌ علٰی عبادہٖ الّذین اصطفٰی

محمد اقبال
مدینۃ المنورۃ

ہدیہ از محبان سید احمد شہیدؒ رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ خانقاہ اقبالیہ

کوچہ سید احمد شہیدؒ، کوہستان کالونی، جی ٹی روڈ ٹیکسلا